Pakistan Islamicus An International Journal of Islamic and Social Sciences
(Bi-Annual)
Trilingual: Urdu, Arabic and English
pISSN:2789-9365 eISSN:2789-XXXX
https://pakistanislamicus.com/index.php/home
Published by:
Muslim intellectuals Research Center
Multan-Pakistan
Website:www.pakistanislamicus.com

An International Journal of
ISLAMIC AND SOCIAL SCIENCES

Bi-Annual
Peer Reviewed

Vol. 01 No. 01
(July - December 2021)

ISSN (P)
2789-9365

ISSN (E)
2789-XXXX

Published By
MUSLIM INTELLECTUALS RESEARCH CENTER
Multan - Pakistan

TOPIC

قرآن کریم سے منتخب مسائلِ حج وعمرہ کے استنباط پر وقف اور ابتداء کے اثرات۔ایک علمی جائزہ

The impact of waqf and ibteda (stops and starts) om the derivation of Hajj and Umrah related certain matters from Quran

AUTHORS
Shams ur Rahman
PhD scholar (Islamic Studies)
Department of Quran & Sunnah,University of Karachi, Karachi.
Email: shamsurrahman052@gmail.com

Dr. Noor wali Shah
Lecturer (Islamic Studies)
Govt. Degree College, Wana.
Email: noorwalishahbanuri@gmail.com

How to Cite
Mehsood, S.- ur-R., & Wali Shah, D. N. (2021).
The impact of waqf and ibteda (stops and starts) om the derivation of Hajj and Umrah related certain matters from Quran
Pakistan Islamicus, *1*(01),
Pages 41–57.
Retrieved from
https://pakistanislamicus.com/index.php/home/article/view/04

قرآن کریم سے منتخب مسائلِ حج وعمرہ کے استنباط پر وقف اور ابتداء کے اثرات۔ایک علمی جائزہ

The impact of waqf and ibteda (stops and starts) om the derivation of Hajj and Umrah related certain matters from Quran

Shams ur Rahman
P.H.D scholar (Islamic Studies)
Department of Quran & Sunnah,University of Karachi, Karachi.
shamsurrahman052@gmail.com

Dr. Noor wali Shah
Lecturer (Islamic Studies)
Govt. Degree College, Wana
noorwalishahbanuri@gmail.com

ABSTRACT

The Importance of Waqf "The stop" and Ibteda "The beginning" in the science of Tajweed is obvious. It is considered a separate subject in Tajweed. It removes the complications of the scripture so that the meaning becomes clear to the reciter. Due to various schools of thoughts in the science of Tajweed, there are different opinions about various terms of Tajweed. This difference occurs in Waqf "The stop" and Ibteda "The beginning" as well, which affects the meaning of the verses, and the result of this difference come out in the shape of difference in various problems related to Fiqh.

This research paper describes effects of the two mentioned terms on the difference in verse's meanings and issues related to Islamic Fiqh. In particular, in the verses of the Holy Qur'an and its effects on the issues mentioned Hajj and Umrah will be discussed.

Key words: Waqf "The stop", Ibteda "The beginning", Tajweed, Issues of Hajj and Umrah.

تمہید:

علم القراءات میں وقف اور ابتداء کے جاننے کی بہت اہمیت ہے، حتیٰ کہ وقف اور ابتداء کے جانے بغیر کوئی علم القراءات میں ماہر شمار ہوتا ہی نہیں۔کیونکہ اسی کی وجہ سے عبارات ایک دوسرے سے ممیز ہوتے ہیں اور اس وجہ سے عبارت کا مفہوم بھی واضح ہو جاتا ہے۔اگر اس کی رعایت نہ رکھی گئی تو عبارت کا مفہوم اور مطلب کچھ سے کچھ ہو جاتا ہے۔اسی لئے آئمہ قراءات نے اس بات کا خاص اہتمام کیا کہ شاگرد کو وقف اور ابتداء میں مہارت حاصل کئے بغیر اجازت نہ دیتے تھے۔

کسی آیت کے اندر کہاں پر وقف صحیح ہے اور کہاں پر صحیح نہیں؟اس کے متعلق مختلف مقامات پر مختلف آئمہ قراءات کے درمیان اختلاف بھی پایا گیا ہے، جس کی وجہ سے ان آیات کے معانی ومفاہیم بھی ایک دوسرے سے مختلف ہو گئے۔آئمہ قراءات کی اس اختلاف کی وجہ سے فقہاء کرام کے درمیان بھی اختلاف پیدا ہوا، کیونکہ قراءت کے ایک امام کے نزدیک جہاں پر وقف ہوتا ہے تو معنی کچھ بن کر

اس آیت سے مستنبط ہونے والے مسئلے کا حکم بھی کچھ ہو جاتا ہے جبکہ دوسرے امام کے نزدیک وقف نہ ہونے کی وجہ سے اسی آیت کا مفہوم کچھ اور ہو جانے کی وجہ سے اس سے مستنبط ہونے والے مسئلے کا حکم بھی مختلف ہو جاتا ہے۔ ذیل میں وقف اور ابتداء کی حقیقت واضح کرنے کے بعد قرآن کریم کی چند آیات کریمہ میں وقف اور ابتداء میں اختلاف کی وجہ سے مسائل فقہیہ پر اس کے اثرات کا جائزہ لیا جائے گا۔

وقف اور ابتداء کی وضاحت:

یہاں پر وقف اور ابتداء کا اجمالی تعارف پیش کرنے کی خاطر صرف ان دونوں کے لغوی اور اصطلاحی تعریفیں ذکر کی جائیں گی، ان کی مزید اقسام و تفصیلات سے احتراز کر کے اصل موضوع سے بحث کی جائے گی، ان شاءاللہ۔

وقف کے لغوی اور اصطلاحی معنی:

وقف کا لغوی معنی ہے روکنا، ٹھہر جانا۔ وقف کی اصطلاحی تعریف علامہ سیوطیؒ (المتوفی: 911ھ) نے "الاتقان فی علوم القرآن" میں مندرجہ ذیل الفاظ کے ساتھ ذکر کی ہے:۔

"عبارة عن قطع الصوت عن الكلمة زمنا يتنفس فيه عادة بنية استئناف القراءة لا بنية الإعراض ويكون فى رؤس الآى وأواسطها ولا يأت فى وسط الكلمة ولا فيما اتصل رسما۔"

وقف عبارت ہے کلمہ پر کچھ وقت کے لئے آواز کو توڑنے سے، اس میں عادۃً قراءت کو دوبارہ (نئے سرے سے شروع) کرنے کی نیت سے سانس لیا جاتا ہے، نہ کہ اعراض کی نیت سے؛ اور یہ آیات کے اختتام اور اس کے درمیان میں ہوتا ہے، کلمہ اور جو عبارت رسماً ملا ہوا ہو، کے درمیان میں نہیں آتا۔[1]

وقف کے علاوہ قطع اور سکت کے الفاظ بھی استعمال ہوتے ہیں۔ متقدمین کے نزدیک وقف، قطع اور سکت کا ایک ہی مطلب ہے، اور ان تینوں سے ایک ہی حالت مراد ہے، لیکن متاخرین ان میں فرق کرتے ہیں۔[2]

ابتداء کے لغوی اور اصطلاحی معنی:

ابتداء کے لغوی معنی ہیں شروع کرنا۔ ابتداء قراءت کی ابتداء میں شروع کرنے کا نام ہے، جس کی دو قسمیں ہیں، جن کو علی اللہ بن علی ابوالوفاء نے اپنی کتاب میں ذکر کی ہیں۔

(1) پہلی قسم جائز ہے، اور وہ ابتداء حسن ہے، کلام مستقل کے ساتھ ایسے معنی تام کے ساتھ جو اللہ تعالی کی مراد ہو۔

---

[1] السیوطي، جلال الدین، عبدالرحمن بن أبي بكر، الإتقان في علوم القرآن، الناشر: الهيئة المصرية العامة للكتاب، الطبعة: 1394ه-/1974م، 299/1
Al Sayouti, Jalalu ddin, Abdurrahman bin abi bakkar, Al Itqan Fi ulum il Quraan, Publisher: Al Haiat ul misriya alaama lilkitab, Print: 1394H – 1974A, Valu1,page,299.

[2] ایضاً 299/1

Aidan Valu1,page,299.

(2) دوسری قسم ناجائز ہے اور وہ قبیح ابتداء ہے، ایسے کلام کے ساتھ جو معنی کو فاسد اور اللہ تعالی کی مراد سے متغیر اور تبدیل کر دیتا ہے۔[1]

وقف اور ابتداء کی مذکورہ بالا وضاحت کے بعد یہ معلوم کرنا ہے کہ قرآن کریم میں وقف کرنے اور نہ کرنے کی وجہ سے کس طرح معنی ومفہوم تبدیل ہوتا رہتا ہے، اور اس کی وجہ سے آیات سے مستنبط ہونے والے مسائل پر کیا اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ چنانچہ یہاں پر قرآن کریم سے چند آیات کریمہ پیش کئے جائیں گے، اور ان آیات سے مستنبط ہونے والے مسائل فقہیہ خاص کر مسائل حج وعمرہ پر وقف اور ابتداء کے اثر کو واضح کر کے مختلف فقہاء کرام کے مذاہب کو اختصار سے بیان کیا جائے گا۔ بیانِ اختلاف کے وقت آئمہ فقہاء کے دیگر دلائل جیسے حدیث، اجماع اور قیاس وغیرہ سے بحث نہیں کی جائے گی، صرف وقف اور ابتداء کا ان مسائل پر اثرانداز ہونے کو بیان کیا جائے گا۔

پہلا مسئلہ:

عمرے کے وجوب اور عدم وجوب پر وقف اور ابتداء کا اثر:

حج کی فرضیت میں تو کسی کا اختلاف نہیں ہے، البتہ عمرے کی فرضیت میں آئمہ فقہاء کے درمیان اختلاف واقع ہوا ہے۔ اس مسئلے کو مندرجہ ذیل آیت میں بیان کیا گیا ہے:۔

"وَأَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلَّهِ" [2]

اور حج اور عمرہ اللہ کے لئے پورا پورا ادا کرو۔[3]

آئمہ فقہاء کا اختلاف اور اس کا سبب:

عمرے کی فرضیت میں فقہاء کرام کا اختلاف ہے، چنانچہ احناف کے ہاں عمرہ فرض نہیں ہے جبکہ دیگر فقہاء کرام کے ہاں عمرہ فرض ہے۔ امام جصاصؒ فرماتے ہیں کہ سلف کے درمیان اس آیت کی تفسیر میں اختلاف واقع ہوا ہے، چنانچہ وہ فرماتے ہیں کہ

---

[1] أبو الوفا، علي الله بن علي، القول السديد في علوم التجويد، الناشر: دار الوفاء–المنصورة، الطبعة: الثالثة، 1424ھ–2003م، 209/1، 210

Abul Wafa, Ali ullah bin Ali, Al Qulussadid Fi ulumi Tajweed, Publisher: Darul Wafa-Al Mansurah, Print: 3rd , 1424H- 2003A, Valu1,page,209, 210.

[2] سورة البقرة: 196/2

Suratu albaqrah: 2/196

[3] عثمانی، محمد تقی، مفتی، آسان ترجمہ قرآن، طبع جدید شعبان 1431ھ–جولائی 2010ء، مکتبہ معارف القرآن کراچی، 102/1

Usmani, Muhammad Taqi, Mufti, Aasan Tarjuma e Quran, New Print, Saaban 1431H-Jul 2010 AD, Maktaba Maarif ul Quran Karachi, Valu1,page,102.

قال الله تعالى: {وأتموا الحج والعمرة لله} واختلف السلف في تأويل هذه الآية، فروي عن علي وعمر وسعيد بن جبير وطاوس قالوا: إتمامهما أن تحرم بهما من دويرة أهلك. وقال مجاهد: إتمامهما بلوغ آخرهما بعد الدخول فيهما.

سلف نے اس آیت کی تاویل میں اختلاف کیا، حضرت علی، حضرت عمر، حضرت سعید بن جبیر اور حضرت طاوسؒ سے روایت کیا گیا ہے، کہ انہوں نے کہا کہ ان دونوں (حج اور عمرے) کا اتمام یہ ہے کہ آپ اپنے گھر ہی سے ان دونوں کا احرام باندھے۔ اور امام مجاہدؒ نے فرمایا کہ ان دونوں (حج اور عمرے) کا اتمام یہ ہے کہ ان میں داخل ہونے کے بعد ان کو آخر تک پہنچادیں۔[1]

اس کے علاوہ امام قرطبیؒ نے بھی سلف کے درمیان یہی اختلاف نقل کیا ہے۔[2] ان کے عبارات سے معلوم ہوتا ہے کہ عمرہ بعض حضرات کے ہاں شروع ہی سے فرض یا واجب ہے، جبکہ بعض فقہاء کرام کے ہاں شروع سے لازم نہیں ہے، بلکہ جب اس میں داخل ہو کر اس کو شروع کیا جائے، تو اب اس کو آخر تک مکمل کرنا لازم اور واجب ہو جاتا ہے۔

بیانِ اختلافِ قراءات:

اس آیت میں کل تین مختلف قراءات وارد ہوئی ہیں، جن کو ابو حیان اثیر الدین (المتوفی: 745ھ) نے بیان کیا۔ چنانچہ فرماتے ہیں کہ

> "ابن مسعود نے وأتموا الحج والعمرة إلى البيت لله پڑھا ہے، حضرت علی، ابن مسعود زید بن ثابت، ابن عباس، ابن عمر، شعبی اور ابو حیوۃ نے والعمرۃ للہ مبتداء اور خبر ہونے کی وجہ سے رفع کے ساتھ پڑھا ہے، پس (اس صورت میں) عمرہ امر سے نکل جاتا ہے، اور حج اکیلا اس کے ساتھ رہ جاتا ہے، اور آپ ہی سے وأقيموا الحج والعمرة إلى البيت کی روایت بھی کی گئی ہے۔"[3]

اسی طرح امام محمد بن جریر طبری (المتوفی: 310ھ) نے دو مختلف قراءتوں کا تذکرہ کیا ہے، ایک یہ

---

[1] الجصاص الحنفي، أحمد بن علي أبو بكر الرازي، أحكام القرآن، الناشر: دار الكتب العلمية بيروت – لبنان، الطبعة: الأولى، 1415ھ-1994م، 319/1

Al Jasas, Al Hanafi, Ahmad bin Ali Abubakar Arrazi, Ahkam ul Quran, Publisher: Dar ul Kutub il elmiya Berut – Labnan, Print: 1st , 1415H- 1994A, Valu1,page,319.

[2] القرطبي، محمد بن أحمد بن أبي بكر بن فرح أبو عبد الله، [تفسير القرطبي] الجامع لأحكام القرآن، دار الكتب المصرية - القاهرة، الطبعة: الثانية، 1384ھ-1964م 363/2

Al Qurtabi, Muhammad bin Abi Bakar bin Farah Abu Abdullah, (Tafseer ul Qurtabi) ALjami li Ahkam il Quran, Publisher: Dar ul Kutub il Misriya- Al Qahirah, Print: 2nd , 1384H- 1964A, Al Qurtabi, Valu2, page,363.

[3] الأندلسي، أبو حيان محمد بن يوسف بن علي بن يوسف بن حيان أثير الدين، البحر المحيط في التفسير، الناشر: دار الفكر – بيروت، الطبعة: 1420ھ 255/2

Al Undlusi, Abu Hyan, Muhammad bin Yousuf bin Ali bin Yousuf bin Hyan Asiruddin, Al Bahr ul Muhit fittafseer, Publisher: Dar ulfikar- Berut, Print: 1420H, Valu2, page,255.

"وأتمّوا الحجّ والعمرة لله"اور دوسرا"وَأَقِيمُوا الْحَجَّ والْعُمْرَةَ إِلى الْبَيْتِ".[1]

خلاصۃالقراءات:

مذکورہ بالاعبارات کی روشنی میں اس آیت میں مندرجہ ذیل قراءات وارد ہوئی ہیں:۔

1. قراءت متواترہ(العمرۃ)کے نصب کے ساتھ۔
2. العمرۃ کی رفع کے ساتھ
3. واقیمواالحج والعمرۃ الی البیت۔

اختلافِ قراءات اور وقف کا مذکورہ مسئلے پر اثر:

ان تمام قراءات میں سے رفع والی قراءت کا اس آیت سے مستنبط ہونے والے مسئلے پر خاص اثر ہے، کیونکہ رفع کی صورت میں واتمواالحج پر جملہ تام ہونے کی وجہ سے وقف کیا جائے گا، اور اس کے بعد والعمرۃ سے جملہ مستانفہ ہوگا، اور والعمرۃ مبتداء ہونے کی وجہ سے مرفوع ہوگا۔ یہ بات ابوحیان الاندلسی نے بھی بیان کی ہے، چنانچہ وہ فرماتے ہیں کہ

والعمرة لله بالرفع على الابتداء والخبر، فيخرج العمرة عن الأمر، وينفرد به الحج.

(العمرۃ کی رفع کی صورت میں العمرۃ) مبتداءاور خبر ہونے کی وجہ سے مرفوع ہے، پس اس صورت میں عمرہ(آیت کے شروع والے وجوب کے)امر (یعنی حکم) سے نکل جائے گا، اور یہ حکم صرف حج کے لئے منفرد ہو جائے گا۔[2]

اور اگر (العمرۃ) کو رفع کے ساتھ پڑھنے کی بجائے نصب کے ساتھ پڑھا جائے تو پھر یہ مکمل ایک ہی جملہ شمار کیا جائے گا، اور وجوب وفرضیت کا حکم حج کے ساتھ ساتھ عمرہ کو بھی شامل ہو جائے گا۔

یہی وقف کرنے اور نہ کرنے کا اختلاف اس آیت کے مفہوم میں اختلاف کا سبب بنا جس کی وجہ سے فقہاء کرام کے درمیان بھی اس آیت سے مستنبط ہونے والے مسئلے میں اختلاف رونما ہوا۔

---

[1] الطبري، الآملي، أبو جعفر، محمد بن جرير بن يزيد بن كثير بن غالب، جامع البيان في تأويل القرآن، الناشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة: الأولى، 1420هـ-2000م،7/3

Al Tabri, al aamli, Abujaafar, Muhammad bin Jarir bin yazeed bin Kaseer bin Ghalib, Jame ulbyan fi Tawil ilQuran, Publisher: Muasesat urresalah, Print: 1st , 1420h – 2000A, Valu3, page,7.

[2] البحر المحيط في التفسير، الناشر: دار الفكر–بيروت، الطبعة:1420ھ،255/2

Al Bahr ul Muhit fittafseer, Publisher: Dar ulfikar- Berut, Print: 1420H, Valu2, page,255.

مانعین وقف کا موقف:

مانعین وقف کے نزدیک عمرہ واجب ہے، ابن قدامہ المقدسی (المتوفی: 620ھ) نے ان تمام آئمہ کرام کے نام نقل کئے ہیں جو عمرے کے وجوب کے قائل ہیں، ذیل میں ان آئمہ کرام کے نام ملاحظہ فرمائیں:۔

"دو روایتوں میں سے ایک کے مطابق عمرہ اس شخص پر واجب ہوتا ہے جس پر حج واجب ہو، یہ بات حضرت عمر، ابن عباس، زید بن ثابت، ابن عمر، سعید بن المسیب، سعید بن جبیر، عطاء، طاوس، مجاہد، حسن، ابن سیرین اور شعبی سے روایت کی گئی ہے، اور یہی بات ثوری، اسحاق اور امام شافعی نے بھی ایک قول کے مطابق کہی ہے"۔[1]

اسی طرح امام شوکانیؒ نے بھی اس آیت سے عمرے کے وجوب پر استدلال کر کے کئی آئمہ سے عمرے کے وجوب کو نقل کیا ہے، جن امام شافعیؒ اور امام مالکؒ بھی ہیں۔[2]

آیت سے مستنبط ہونے والے مسئلے کے بارے میں قائلین وقف کا موقف اور طریقہ استدلال:

قائلین وقف فقہاء کرام میں سر فہرست احناف ہیں، اس لئے ان کے نزدیک عمرہ فرض نہیں ہے بلکہ واجب یا سنت ہے، چنانچہ صاحب تبیین الحقائق (المتوفی: 743ھ) تحریر فرماتے ہیں کہ

قال – رحمه الله – (، وهي سنة) أي سنة مؤكدة، وقيل: واجبة [3]

عمرہ سنت مؤکدہ ہے، اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ واجب ہے۔

وجوب کے قول کو صیغہ تمریض "قیل" کے ساتھ ذکر کرنے سے اس قول کے ضعف کی طرف اشارہ ہے۔

---

[1] ابن قدامة المقدسي، الدمشقي الحنبلي، أبو محمد موفق الدين عبد الله بن أحمد بن محمد، المغني لابن قدامة، الناشر: مكتبة القاهرة، 218/3

Ibnu Qudama Almaqdasi, Addamishqi al hanbali, Abu Muhammad Muafaq uddin Abdullah bin Ahmad bin Muhammad, Al Mughni le Ibni Qudama, Publisher: Maktabat ul Qaherah, Valu2, page,255.

[2] الشوكاني، محمد بن علي، فتح القدير الجامع بين فني الرواية والدراية من علم التفسير، الناشر: دار ابن كثير، دار الكلم الطيب- دمشق، بيروت، الطبعة: الأولى- 1414ھ-299/1

Ashukani, Muhammad bin Ali, Fat hul Qadir Aljame bain fanai riwayah wadderayah men elmettafseer, Publisher: Dar ebne Kaseer, Dar ulkalim e Tayeb- Damishq, Berut, Print: 1st , 1414H, Valu1, page,299.

[3] الزيلعي، فخر الدين الحنفي، عثمان بن علي بن محجن البارعي، تبيين الحقائق شرح كنز الدقائق وحاشية الشِّلْبِيِّ، الناشر: المطبعة الكبرى الأميرية- بولاق، القاهرة، الطبعة: الأولى، 1313ھ، 83/2

Al zailae, Fakhrudin Al hanafi, Usman bin Ali bin Mehjan albaraei, Tabeien ul haqayeq Sharhu Kanzuddaqayeq wa Hashyat Shibli, Publisher: Almatbat ulkubrah alamirya- Bulaq, AlQaherah, Print: 1st , 1313H, Valu2, page,83.

اور اس آیت سے طریقہ استدلال اس طور پر ہے کہ اس آیت میں العمرۃ کو رفع کے ساتھ بھی پڑھا گیا ہے، جس کی وجہ سے واتموا الحج پر جملہ تام ہو جانے کی وجہ سے عمرہ حج کی طرح فرضیت کے حکم سے نکل جاتا ہے، یہی وجہ ہے کہ علامہ کاسانیؒ فرماتے ہیں کہ اس آیت کریمہ میں عمرہ کی فرضیت پر کوئی دلالت نہیں، کیونکہ رفع کی صورت میں یہاں تک کلام تام ہو جانے کی وجہ سے حج والے حکم سے نکل جاتا ہے، اور یہاں پر عمرہ کفار کے ایک غلط گمان کو رد کرنے کے لئے ذکر کیا ہے، کہ عمرہ اللہ تعالی کے لئے ہے نہ کہ بت کے لئے۔ چنانچہ وہ تحریر فرماتے ہیں کہ

وأماالآية الكريمة فلادلالة فيهاعلى فرضية العمرة؛ لأنهاقرئت برفع العمرة "والعمرةُ لله" وأنه كلام تام بنفسه غيرمعطوف على الأمربالحج أخبرالله تعالى أن العمرة لله ردالزعم الكفرة؛ لأنهم كانوا يجعلون العمرة للأصنام على ما كانت عبادتهم من الإشراك.[1]

آیت کریمہ میں عمرے کی فرضیت پر کوئی دلالت نہیں ہے، کیونکہ "العمرۃ" کو رفع کے ساتھ پڑھا گیا ہے، اور یہ کہ یہ بذات خود کلام تام ہے، امر بالحج پر معطوف نہیں ہے، اللہ تعالی نے کفار کے گمان کو رد کرتے ہوئے اس بات کی خبر دی کہ عمرہ اللہ کے لئے ہے، کیونکہ وہ (کفار) وہ ان کی عبادت میں شرک کرکے عمرے کو بت کے لئے کر دیتے تھے۔

اسی طرح آیت میں اتمام کی تفسیر سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ عمرہ ابتداء لازم نہیں ہے البتہ انتہاء واجب ہو جاتی ہے، یعنی جب عمرہ شروع کیا تو اب اس کو مکمل کرنا واجب ہو جاتا ہے۔[2]

خلاصہ یہ ہوا کہ مذکورہ بالا آیت کریمہ میں واتموا الحج پر وقف اور والعمرۃ کو رفع کے ساتھ پڑھنے کا مذکورہ مسئلے پر فقہی اعتبار سے یہ اثر ہوا کہ یہ آیت حج کی فرضیت کی طرح عمرے کی فرضیت پر دلالت نہیں کرتی، جو کہ احناف کا موقف ہے۔

دوسرا مسئلہ:

محظورات حج:

حج میں کئی کاموں پر شریعت مطہرہ نے پابندی لگائی ہے، جن کو محظورات حج سے تعبیر کئے جاتے ہیں، ان محظورات میں سے تین چیزوں کا ذکر مندرجہ ذیل آیت کریمہ میں ہوا ہے، اللہ تعالی کا فرمان ہے کہ

---

[1] الکاسانی، الحنفی، علاؤالدین، بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، الناشر: دار الکتب العلمیۃ، الطبعۃ: الثانیۃ، 1406ھ-1986م 226/2

Al Kasani, Al hanafi, Alauddin, Badaiu ssanaie fi Tarteebi Sharaye, Publisher: Publisher: Dar ul Kutub il elmiya, Print: 2nd , 1406H- 1986A, 1313H, Valu2, page,226.

[2] تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق وحاشیۃ الشِّلْبِيّ 83/2

Tabeien ul haqayeq Sharhu Kanzuddaqayeq wa Hashyat Shibli, Valu2, page,83.

الْحَجُّ أَشْهُرٌ مَعْلُوماتٌ فَمَنْ فَرَضَ فِيهِنَّ الْحَجَّ فَلا رَفَثَ وَلا فُسُوقَ وَلا جِدالَ فِي الْحَجِّ.[1]

حج کے چند متعین مہینے ہیں۔ چنانچہ جو شخص ان مہینوں میں (احرام باندھ کر) اپنے اوپر حج لازم کرلے

توحج کے دوران نہ وہ کوئی فحش بات کرے، نہ کوئی گناہ، نہ کوئی جھگڑا۔[2]

آئمہ فقہاء کا اختلاف اور اس کا سبب:

محظورات حج میں کسی بھی امام کا اختلاف نہیں ہے البتہ مذکورہ بالا آیت کریمہ میں جن تین چیزوں کا ذکر کیا گیا ہے، ان میں سے تیسری چیز جدال کے مشہور معنی میں حنفیہ وغیرہ نے توسیع کرکے ایک دوسرا معنی مراد لیا ہے، کہ جدال سے صرف ظاہری جنگ وجدل نہ کرنا مراد نہیں ہے، بلکہ یہاں پر جدال سے حج کے زمانے اور حج کے مقام میں اختلاف اور جنگ وجدل نہ کرنا مراد ہے۔

اس اختلاف کی بنیادی وجہ ولا فسوق پر وقف اور ولا جدال سے ابتداء کرنا ہے۔ کیونکہ اس طرح وقف کرنے کی صورت میں فلا رفث ولا فسوق دونوں مرفوع پڑھ کر نہی پر محمول کئے جائیں گے اور ولا جدال منصوب پڑھ کر اخبار پر محمول کیا جائے گا۔

بیانِ اختلافِ قراءات:

اس آیت میں کل چار قراءات وارد ہوئی ہیں، پہلی قراءت کے مطابق فلا رفث ولا فسوق ولا جدال تینوں کو مرفوع منون پڑھا جائے گا، اور (لا) تینوں جگہوں پر غیر عاملہ ہے یا (لا) بمعنی لیس ہے اور اس کا مابعد اسم ہونے کی وجہ سے مرفوع ہے۔ دوسری قراءت ابورجاء العطاردی کی ہے ان کے نزدیک تینوں کو منصوب منون پڑھا جائے گا، اور یہ نصب فعل محذوف کا معمول بننے کی وجہ سے ہے۔ تیسری قراءت کوفیین اور نافع کی ہے، ان کے نزدیک تینوں کو بغیر تنوین کے فتح کے ساتھ پڑھا جائے گا۔ چوتھی قراءت ابن کثیر اور ابوجعفر کی ہے ان کے نزدیک فلا رفث ولا فسوق مرفوع منون ہے اور ولا جدال مفتوح غیر منون ہے۔ پہلی دو جگہوں میں رفع ابتداء کی وجہ سے ہے اور لا غیر عاملہ ہے، اور تیسری جگہ پر لا عاملہ ہے اور جدال اس کا اسم ہے، اور فی الحج تینوں جگہوں پر خبر واقع ہو رہا ہے۔ ان تمام قراءات کو ابوحیان اثیر الدین الاندلسیؒ نے ذکر کی ہیں، چنانچہ وہ فرماتے ہیں کہ

> "ابوجعفر نے تینوں میں رفع کے ساتھ پڑھا ہے، اور بعض طرق میں عاصم سے بھی روایت کیا گیا ہے، اور المفضل عن عاصم والی طریق ہے، ابورجاء العطاردی نے تینوں میں رفع اور تنوین کے ساتھ پڑھا ہے، کوفیین اور نافع نے تینوں کو بغیر تنوین کے فتح کے ساتھ پڑھے ہیں، اور ابن کثیر اور ابوعمر نے "فلا رفث ولا فسوق" کو رفع مع تنوین کے ساتھ اور "ولا جدال" کو بغیر تنوین کے فتح کے ساتھ پڑھا ہے۔"[3]

---

[1] سورۃ البقرۃ: 197/2

Suratul Baqrah, 2/ 197

[2] آسان ترجمہ قران، ص: 103

Aasan Tarjuma Quran, Page: 103.

[3] البحر المحیط فی التفسیر 281/2

قاری ابوالخیر ابن الجزریؒ (المتوفی: 833ھ) نے ابن کثیر، ابو عمرو، ابو جعفر اور یعقوب سے پہلی دو جگہوں پر رفع مع تنوین نقل کر کے ولا جدال میں امام ابو جعفر کا تفرد نقل کیا ہے۔[1]

اسی طرح امام ازھریؒ (المتوفی:370) نے بھی ان تمام قراءات کا تذکرہ کیا ہے۔[2]

شیخ عبدالفتاح عبدالغنی القاضی نے بھی یہاں پر تین قراءتوں کا تذکرہ کیا ہے، کہ مکی اور بصری ثاء اور قاف کی رفع مع تنوین کے ساتھ پڑھتے ہیں، جبکہ ابو جعفر نے بھی ان کی موافقت کی ہے، سوائے لفظ "جدال" کے، کہ آپ نے یہاں پر رفع مع تنوین کے ساتھ پڑھا ہے، جبکہ باقی تینوں جگہوں پر بغیر تنوین کے فتح کے ساتھ پڑھتے ہیں۔[3]

خلاصۃ القراءات:

1. تینوں کو مرفوع منون پڑھنا۔
2. تینوں کو منصوب منون پڑھنا۔
3. تینوں کو مفتوح غیر منون پڑھنا۔
4. پہلے دو کو مرفوع منون اور تیسرے کو مفتوح غیر منون پڑھنا۔

اختلافِ قراءات اور وقف کا مذکورہ مسئلے پر اثر:

ان چاروں قراءات میں سے چوتھی قراءت کا اس مسئلے پر بہت گہرا اثر ہے خاص کر جب (ولا فسوق) پر وقف کیا جائے، اور (ولا جدال) سے ابتداء کی جائے۔ کیونکہ اس صورت میں پہلی دو چیزیں نہی کی صورت اختیار کر جائیں گی، اور تیسری چیز انتفاء جدال سے خبر کا معنی

Al Bahrul Muheet fittafseer, Valu2, Page, 281.

[1] ابن الجزري، شمس الدين أبو الخير محمد بن محمد بن يوسف، تحبير التيسير في القراءات العشر، الناشر: دار الفرقان-الأردن/عمان، الطبعة: الأولى، 1421ھ-2000م، ص:303

Ibnul Jazari, Shamsuddeen Abul Khair Muhammad bin Muhammad bin Yousuf, Tahbiru Taiseer fi Qiraat el Ashar, Publisher: Dar ulfurqan,- Al urdun/ Uman, Print: 1st , 1421H- 2000A, Page:303.

[2] الأزهري الهروي، أبو منصور، محمد بن أحمد، معاني القراءات للأزهري، الناشر: مركز البحوث في كلية الآداب - جامعة الملك سعود، المملكة العربية السعودية، الطبعة: الأولى، 1412ھ-1991م، 197/1

Al azhari Al harwi, Abu Mansur, Muhammad bin Ahmad, Maani ul Qiraat lil Azhari, Publisher: Markaz ulbuhus fi Kuliyatil Aadab- Jameatul Malik Sauod, Al mamlakatul Arabiya al Sauodiya, Print: 1st , 1412H- 1991A, Valu1, page,197.

[3] القاضی، عبدالفتاح عبدالغنی، البدور الزاهرة فی القراءات العشر المتواترة، ناشر: دار السلام، الطبعة السابعة: 1436ھ-2015ء، 109/1

Al Qazi, Abduffatah Abdul Ghani, Al Bdduruzzahera fil Qiraatel Ashrel Mutawaterah, Publisher: Darussalam, Print: 7th , 1436H- 2015A, Valu1, page,109.

دے گی۔ علاوہ علامہ آلوسیؒ نے بھی پانچویں قراءت کا تذکرہ کرتے ہوئے یہی معنی بیان کیا ہے کہ پہلی دو جگہوں میں نہی مراد ہے، اور تیسری جگہ پر حج میں اختلاف کے انتفاء کی اخبار مراد ہے:۔

"ابن کثیر اور ابو عمرو نے پہلے دو کو نہی کے معنی پر محمول کرتے ہوئے رفع کے ساتھ پڑھے ہیں، یعنی یہ کہ رفث اور فسوق نہ ہو۔ اور تیسرے کو حج میں اختلاف کے ختم ہونے سے خبر دینے کے معنی پر حمل کرتے ہوئے فتح کے ساتھ پڑھا ہے۔ اور یہ (اخبار) اس لئے کہ قریش مشعر حرام پر ٹھہرتے تھے، اور باقی عرب عرفہ پر وقوف کرتے تھے۔ جب سب (قریش اور عرب) کو عرفہ پر وقوف کا حکم دیا گیا تو اس کے بعد اختلاف رفع ہو گیا اور اس (رفعِ اختلاف) کی خبر دی، اور ان دونوں مقامات پر رفع کے ساتھ پڑھا گیا ہے جس کی وجہ مخفی نہیں ہے۔"[1]

خلاصہ یہ ہوا کہ ابن کثیر اور ابو عمرو نے پہلے دو لفظوں کو نہی پر محمول کرتے ہوئے رفع کے ساتھ اور تیسرے لفظ کو حج کے زمان اور مقام میں اختلاف کی نفی کی خبر دینے پر محمول کرتے ہوئے فتح کے ساتھ پڑھا۔ نیز پہلے دو لفظوں کو رفع کے ساتھ پڑھ کر نہی پر اور تیسرے لفظ کو فتح کے ساتھ پڑھ کر انتفاء الخلاف فی الحج سے اخبار پر محمول کرنے کے لئے پہلے دو لفظوں پر وقف بھی کرنا پڑتا ہے، اور اسی وقف کا مذکورہ فقہی مسئلے پر اثر ہوتا ہے کہ تیسرے لفظ (ولا جدال) کے معنی میں فقہاء کرام کے درمیان معنی کے اعتبار سے اختلاف پیدا ہو گیا۔

مانعین وقف کا موقف:

مانعین وقف کے قائل اکثر فقہاء کرام نے "ولا جدال" کا وہی مشہور معنی مراد لیا ہے۔ چنانچہ بہت سے مفسرین اور فقہاء کرام نے جدال کا معنی جنگ و جدل اور غصہ و جھگڑا ہی مراد لیا ہے، ابن قدامہ نے بھی یہی معنی مراد لے کر یہ فیصلہ کیا کہ جمہور کا قول اولی ہے۔[2]

آیت سے مستنبط ہونے والے مسئلے کے بارے میں قائلین وقف کا موقف اور طریقہ استدلال:

اس آیت سے مستنبط ہونے والے مسئلے میں وقف پر عمل کرنے والے فقہاء کرام میں سر فہرست احناف ہیں، انہوں نے کوئی الگ موقف اختیار نہیں کیا ہے البتہ (ولا جدال) کے معنی میں فقہی اعتبار سے توسیع کر کے ایک ایسا معنی مراد لیا جس کی طرف ذہن اول وہلہ

---

[1] آلوسی، بغدادی، مفتی، علامہ، محمود بن عبداللہ، روح المعانی فی تفسیر القرآن و سبع المثانی، الناشر: دار الکتب العلمیۃ—بیروت، الطبعۃ: الأولی، 1415ھ، 1/ 482

Aalusi, Bughdadi, Mufti, Allama, Mahmud bin Abdullah, Ruhul Maani fi Tafseer e al Quran wa Sabel masani, Pblisher: Darul Kutub el Elmiyah- Berut, Print: 1st , 1415H, Valu1, page,482.

[2] المغنی لابن قدامہ الحنبلی 277/3

Al Mughni le Ibni Qudama, Valu3, page,277.

میں منتقل نہیں ہوتا، لیکن جب احادیث، آثار وغیرہ میں سے دیگر تائیدات وشواہد کو دیکھا جائے تو یہی معنی صحیح بنتا بھی ہے۔ چنانچہ امام جصاصؒ نے بھی ولا جدال کا دوسرا معنی یہی ذکر کیا ہے وہ تحریر فرماتے ہیں کہ

وقوله تعالى [ولا جدال في الحج] قد تضمن النهي عن مماراة صاحبه ورفيقه وإغضابه وحظرالجدال في وقت الحج على ما كان عليه أمرالجاهلية لأنه قداستقرعلى وقت واحد وأبطل به النسيء الذي كان أهل الجاهلية عليه.[1]

اللہ تعالی کا فرمان [ولا جدال في الحج] اپنے ساتھی کے ساتھ بحث ومباحثہ اور اس پر غصہ کرنے سے ممانعت اور حج کے وقت میں جنگ وجدال سے روکنے کو شامل ہے، جس پر جاہلیت کے زمانے میں عمل ہوتا تھا، کیونکہ (اب یہ) ایک ہی وقت پر برقرار رہا، اور اس نسیٔ کو باطل رار دیا جس پر جاہلیت والے قائم تھے۔

مطلب یہ ہے کہ اس معنی کے ذریعے زمانہ جاہلیت کی ایک رسم کو رد کرنا مقصود ہے، کیونکہ زمانہ جاہلیت میں قریش حج کے زمانے میں بھی تغیر و تبدل سے کام لیتے تھے اور حج کے مقام میں بھی تغیر و تبدل کیا کرتے تھے۔ چنانچہ اپنی سہولت کی خاطر حج کے مہینوں کو آگے پیچھے کیا کرتے تھے، اور حج کے مقام میں دیگر لوگوں پر اپنی فضیلت کو ظاہر کرنے کی خاطر مشعر حرام پر وقوف کیا کرتے تھے جبکہ دیگر لوگ عرفات میں۔ یوں زمانہ میں اختلاف کیا کرتے تھے اور مقام میں بھی۔ تو اس سوچ وفکر کو رد کرنے کے لئے یہاں پر (ولا جدال) کا یہ معنی مراد لیا۔ یہی توجیہ ابن العربیؒ (المتوفی: 543ھ) نے احکام القرآن میں بھی بیان کی ہے، چنانچہ ان کے نزدیک {ولا جدال في الحج} یا تو حج کے وقت میں جنگ وجدل سے منع کرنے کو شامل ہے، یا اس کی جگہ میں اختلاف سے ممانعت کو شامل ہے۔[2]

اس معنی کی تائید دیگر شواہد سے بھی ہوتی ہے۔ چنانچہ امام بخاریؒ نے ایک روایت نقل کی ہے جس میں (فلا رفث ولا فسوق ولا جدال) کی تفسیر بیان کی گئی ہے لیکن اس میں صرف رفث اور فسوق کا معنی نقل کرکے ولا جدال کا مشہور معنی نقل نہیں کیا ہے، جو اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ یہاں پر ولا جدال سے مراد جدال زمانی اور مکانی مراد ہے، چنانچہ امام بخاریؒ کی نقل کردہ روایت ملاحظہ ہو:۔

عن أبي حازم عن أبي هريرة رضي الله عنه قال قال النبي صلى الله عليه وسلم من حج هذا البيت فلم يرفث ولم يفسق رجع كيوم ولدته أمه. [3]

---

[1] احکام القران للجصاص 385/1

Ahkam ul Quran, Lil Jasas, Valu1,page,385.

[2] ابن العربي، القاضي، المعافري الاشبيلي المالكي، محمد بن عبد الله أبو بكر، أحكام القرآن، الناشر: دار الكتب العلمية، بيروت – لبنان، الطبعة: الثالثة، 1424ھ-2003م، 191/1

Ibn ul Arabi, Al Qazi, Al Muaferi, Al Ashbili Al Maleki, Muhammad bin Abdullah Abu Bakkar, Ahkam Ul Quran, Publisher: Dar ul Kutub el elmiyah, Beraut- Labnan, Print: 3rd , 1424H- 2003A, Valu1,page,191.

[3] بخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح البخاری، الناشر: دار طوق النجاۃ، الطبعۃ: الأولی 1422ھ، 133/2، رقم الحدیث: 1521

جس شخص نے اس گھر کا حج کیا پس اس نے نہ رفث (جماع وغیرہ) کیا اور نہ فسق (کوئی گناہ کا کام) کا کیا

تو وہ اس طرح لوٹے گا جیسے اس دن اس کی ماں نے اسے جنا ہو۔

اس معنی پر مذکورہ بالا حدیث سے نظام الدین الحسن بن محمد قمی نے بھی استدلال کیا ہے چنانچہ وہ تحریر فرماتے ہیں کہ

وربمایستدل على أن المنهي عنه هوالرفث والفسوق دون الجدال بقوله(صلى الله عليه وسلم)

(من حج فلم يرفث ولم يفسق خرج من ذنوبه كهيئته يوم ولدته أمه) وإنه لم يذكر الجدال. [1]

آپ ﷺ کے فرمان(**من حج فلم يرفث ولم يفسق خرج من ذنوبه كهيئته يوم ولدته أمه**)سے اس بات

پر استدلال کیا جاتا ہے کہ منہی عنہ رفث اور فسوق ہے جدال نہیں، کیونکہ آپ ﷺ نے جدال کا تذکرہ نہیں کیا۔

اگر مذکورہ آیت کریمہ میں رفث اور فسوق کے ساتھ جدال کے مشہور معنی کی نفی بھی مقصود ہوتی تو آپ ﷺ ان دونوں کے ساتھ اس کا بھی تذکرہ کرتے، لہذا آپ ﷺ کا جدال کا ان دونوں کے ساتھ ذکر نہ کرنے سے معلوم ہوا کہ یہ اپنے مشہور معنی میں نہیں ہے بلکہ اس کا مفہوم اور مراد الگ ہے، اور الگ مفہوم تب بن سکتا ہے جب "ولا فسوق" پر وقف کرکے "ولا جدال" سے ابتداء کی جائے۔ یہی وجہ ہے کہ احناف نے پہلی دو جگہوں پر رفع والی قراءت اختیار کرکے (ولا فسوق) پر وقف کیا، اور (ولا جدال) سے ابتداء کرکے فتح والی قراءت اختیار کی۔ اس طرح کرنے سے (ولا جدال) کا مشہور معنی چھوڑ کر ایک ایسا معنی مراد لیا جس میں کچھ وسعت پائی جاتی ہے، چنانچہ پوری آیت کا مطلب یوں بنے گا، کہ حج کے ایام میں نہ رفث کرو اور نہ فسق کرو، اور نہ حج کے زمان ومکان میں جدال واختلاف ہے۔ (جیسا کہ زمانہ جاہلیت کی رواج تھی)۔ علامہ زمخشریؒ کا میلان بھی اسی طرف ہے۔[2]

Bukhari, Muhammad bin Ismail, Sahih ul Bukhari, Publisher: Darutuq un najath, Print: 1st , 1422H-, Valu 2, Page, 133, Hadith no: 1521.

[1] القمي، النيسابوري، نظام الدين الحسن بن محمد بن حسين، غرائب القرآن ورغائب الفرقان، دار النشر: دار الكتب العلمية- بيروت/لبنان- الطبعة: الأولى، 1416ھ-1996م، 525/1

Al Qummi, Anneshapuri, Nezamuddin Al Hasan bin Muhammad bin Husain, Gharaeb ul Quran wa Raghaeb ul furqan, Publisher: Dar ul Kutub el elmiyah- Berut/ Labnan, print: 1st , 1416H- 1996A, Valu, 1, Page, 525.

[2] الزمخشري، الخوارزمي، أبو القاسم محمود بن عمر، الكشاف عن حقائق التنزيل وعيون الأقاويل في وجوه التأويل، دار النشر: دار إحياء التراث العربي—بيروت، 1/ 243، 244

Azzamahshari, Al Khwarzmi, Abul Qasem Mahmud bin Umar, Al Kasshaf an Haqaiq e tanzil wa ouon el aqawil fi wojohe taweel, Publisher: Daru ul Ketab el arabi- Berut, Valu, 1, Page, 243, 244.

زمانہ جاہلیت میں حج کے زمانے میں تقدیم وتاخیر کرنے کو النسیٔ کہا جاتا تھا جس کی تردید (ولاجدال) سے مذکورہ بالا تشریح کے مطابق ہوتی ہے، اسی تشریح کی تائید آپ ﷺ کے فرمان سے بھی ہوتی ہے جس میں آپ ﷺ نے مذکورہ بالا رسم کی تردید کی طرف اشارہ فرمایا، آپ ﷺ فرماتے ہیں:۔

الزمان قد استدار كهيئته يوم خلق الله السموات والأرض السنة اثنا عشر شهرا منها أربعة حرم ثلاثة متواليات ذوالقعدة وذو الحجة والمحرم ورجب مضر الذي بين جمادى وشعبان.[1]

زمانہ اپنی اس ہیئت کی طرف لوٹ کر آیا جس ہیئت پر اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمینوں کو پیدا فرمایا تھا، سال بارہ مہینوں کا ہے، ان میں سے چار مہینے حرمت والے ہیں، تین مسلسل پے در پے ہیں، ذوالقعدہ، ذوالحجہ، اور محرم، اور (چوتھا) رجب مضر ہے جو جمادی الثانی اور شعبان کے درمیان میں ہے۔

اور یہ ارشاد آپ ﷺ نے تب فرمایا جب عرب اور قریش کی نسیٔ کی جاہلیت والی رسم کو ختم کر کے حج کے زمان اور مکان میں اختلاف کے خاتمے کی خبر دی۔

خلاصہ یہ ہوا کہ مذکورہ بالا آیت کریمہ میں ولارفث ولافسوق کو رفع کے ساتھ پڑھ کر جملہ تام ہونے کی وجہ سے وقف کرنا پڑتا ہے، اور ولاجدال کو فتح کے ساتھ پڑھ کر اخبار کے معنی پر محمول کرنے کی وجہ سے ایک الگ فقہی مسئلہ کی استنباط پر دلالت کرتا ہے، جس کو بعض آئمہ احناف اور مفسرین نے اختیار کیا ہے۔

تیسرا مسئلہ:

حالت احرام میں شکار کی جزاء:

احرام کی حالت میں شکار کرنا حرام ہے، لیکن اگر کسی نے شکار کیا تو اس پر جزاء لازم آجاتا ہے، اس مسئلے کو اس آیت میں بیان کیا گیا ہے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ

وَمَنْ قَتَلَهُ مِنْكُمْ مُتَعَمِّداً فَجَزاءٌ مِثْلُ ما قَتَلَ مِنَ النَّعَمِ الخ[2]

اور اگر تم میں سے کوئی اسے جان بوجھ کر قتل کردے تو اس کا بدلہ دینا واجب ہوگا (جس کا طریقہ یہ ہوگا کہ) جو جانور اس نے قتل کیا ہے، اس جانور کے برابر چوپایوں میں سے کسی جانور کو جس کا فیصلہ تم میں سے دو دیانت دار تجربہ کار آدمی کریں گے۔[3]

---

[1] صحیح البخاری 107/4، رقم الحدیث: 3197

Sahih ul Bukhari, Valu 4, Page, 107, Hadith no: 3197.

[2] سورۃ المائدۃ: 95/5

Surat ul Maedah: 5/95

[3] آسان ترجمہ قرآن، ص 267

آئمہ فقہاء کا اختلاف اور اس کا سبب:

حالت احرام میں شکار کی جزاء کے لازم ہونے میں کسی کا بھی اختلاف نہیں، البتہ اس بات میں فقہاء کرام کے درمیان اختلاف ہوا ہے کہ جزاء بعینہ اس جانور کی نسل سے ادا کیا جائے گا، یعنی جزاء میں مماثلت ضروری ہے یا اس کے علاوہ اس جانور کی قیمت یا اس جانور کی قیمت کے برابر کھانے پینے وغیرہ کسی چیز کے ادا کرنے سے بھی ادا ہوتا ہے، یعنی مماثلت ضروری نہیں ہے۔ احناف کے نزدیک مماثلت ضروری نہیں ہے، بلکہ اس جانور کی نسل یا اس کی قیمت کے برابر کسی بھی چیز کے ذریعہ ادا کرنا جائز ہے، جبکہ دیگر فقہاء کرام کے نزدیک مماثلت ضروی ہے اس لئے اسی جانور کی نسل کے علاوہ کسی دوسری چیز کے ذریعہ جزاء ادا کرنا درست نہیں ہے۔

اس اختلاف کی بنیادی وجہ مذکورہ بالا آیت میں ما قتل پر وقف کرنا یا نہ کرنا ہے، جو لوگ کہتے ہیں کہ "مثل ما قتل" پر وقف کیا جائے گا ان کے نزدیک یہاں تک بات پوری ہوئی، اس کے بعد "من النعم" سے دوسرا جملہ مستانفہ شروع ہوتا ہے، اور آیت کا مطلب یہ بنے گا کہ جو شخص جان بوجھ کر کسی جاندار کو قتل کرے تو اس کی جزاء اس مقتول کی مثل ہے۔ اب یہ مثل بعینہ اسی جانور کی نسل میں سے بھی ہو سکتا ہے اور اس جانور کی قیمت یا اس کی قیمت کے برابر بعام وغیرہ سے بھی ہو سکتا ہے۔ اور دوسری صورت میں مطلب یہ ہو گا کہ جزاء بعینہ اسی جانور کی نسل میں سے دینی ہو گی۔

بیانِ اختلافِ قراءات:

اس آیت کریمہ میں کل پانچ قراءات وارد ہوئی ہیں، جنہیں امام قرطبیؒ نے نقل کی ہیں۔[1] ان میں سے پہلی قراءت یہ ہے کہ فجزاء اور مثل دونوں مرفوع منون ہیں، دوسری قراءت میں فجزاء اور مثل دونوں مرفوع غیر منون ہیں، تیسری قراءت میں النعم کو عین کے سکون کے ساتھ پڑھا گیا، چوتھی قراءت میں فجزاء کو مرفوع منون اور مثل کو منصوب پڑھا گیا ہے، جبکہ پانچویں قراءت میں فجزاؤہ (ہ) ر کے ساتھ پڑھا گیا ہے، جو کہ شکار یا شکاری کی طرف لوٹ رہی ہے۔

خلاصۃ القراءات:

1. فجزاء اور مثل کی رفع اور تنوین کے ساتھ۔
2. فجزاء اور مثل کی رفع بغیر تنوین کے ساتھ۔
3. النعم کے عین کے سکون کے ساتھ۔
4. فجزاء کی رفع و تنوین اور مثل کے نصب کے ساتھ۔
5. فجزاؤہ میں (ہ) ضمیر کے اظہار کے ساتھ۔

Aasan Tarjuma Quran, Page: 267.

[1] تفسیر قرطبی 309/6

Tafseer e Qurtabi, Valu, 6, Page, 309.

اختلافِ قراءات اور وقف کا مذکورہ مسئلے پر اثر:

یہاں پر صرف پہلی دو قراءتوں سے بحث کی جائے گی کیونکہ ان دو قراءتوں کا مذکورہ مسئلے پر خاص اثر ہے، پہلی قراءت کے مطابق فجزاء مرفوع منون موصوف اور مثل مرفوع منون صفت بن کر مبتداء بن جائے گا اور واجب یا لازم خبر محذوف نکالا جائے گا۔ مثل کا صفت بنانا اس بات کا متقاضی ہے کہ جزاء اس چیز کا عین ہو یعنی مماثلت ضروری ہے۔ جبکہ دوسری قراءت کے مطابق مثل مضاف ہو جائے گا، اور مثل کا مضاف ہونا اس بات کا متقاضی ہے کہ جزاء اس چیز کا عین نہ ہو، کیونکہ شئ اپنی جنس کی طرف مضاف نہیں ہوا کرتا۔ لہذا جزاء میں مماثلت ضروری نہ ہوا۔

ابن العربی (المتوفی: 543ھ) نے ان دونوں قراءتوں کو جائز قرار دیا ہے، پہلی صورت میں مماثلت ضروری ہے جبکہ دوسری صورت میں مماثلت ضروری نہیں ہے۔[1] یعنی جب اضافت کے ساتھ ہو تو یہ اس بات کا تقاضہ کرتا ہے کہ جزاء غیر مثل ہو کیونکہ شئ اپنے ہی طرف مضاف نہیں ہوتا، اور جب رفع اور تنوین کے ساتھ صفت ہو تو یہ اس بات کا تقاضہ کرتا ہے کہ مثل جو کہ جزاء ہے بعینہ ہو، صفت کا موصوف کے عین ہونے کی وجوب کی وجہ سے۔ اس کے علاوہ امام جصاصؒ نے ایک دوسری وجہ وقف والی بتائی ہے کہ مثل ما قتل تک بات پوری ہونے کی وجہ سے جملہ تام ہو کر وقف کیا جائے گا۔ اور اس کے بعد والا جملہ (مثل) کے لئے بطور تفسیر کے استعمال نہیں ہوا ہے۔[2]

خلاصہ یہ ہوا کہ "ما قتل" تک ایک مستقل کلام ہے جو اپنے مفہوم کی صحیح ادائیگی میں دوسرے جملے کے ملانے کا محتاج نہیں ہے، اس لئے "من النعم۔۔الخ" اس کا تفسیر نہیں ہے، جیسا کہ "الطعام اور الصیام" "مثل" کا تفسیر نہیں ہے۔

مانعین وقف کا موقف:

مانعین وقف میں اکثریت احناف کے علاوہ جمہور شوافع کا ہے، ان کا موقف یہ ہے کہ جزاء میں مماثلت ضروری ہے، قیمت وغیرہ سے جزاء ادا نہیں کیا جاسکتا۔ چنانچہ ابوالحسن علی بن محمد ماوردیؒ (المتوفی: 450ھ) تحریر فرماتے ہیں کہ

> **والنعم: الإبل والبقر والغنم ". قال الماوردي: وهذا كماقال، إذاقتل المحرم صيداله مثل من النعم فعليه مثله من النعم، والنعم: الإبل والبقر والغنم فيلزمه مثله في الشبه والصورة من غير أن تعتبر قيمة الصيد.**[3]

---

[1] ابن العربی، أحکام القرآن، 180/2

Ibn ul Arabi, Ahkam ul Quran, Valu2,page,180.

[2] احکام القرآن للجصاص 591/2، 592

Ahkam ul Quran lil Jasas, Valu2,page,591, 592.

[3] الماوردي، البصري البغدادي، أبو الحسن علي بن محمد بن محمد بن حبيب، الحاوي في فقه الشافعي، الناشر: دار الكتب العلمية، الطبعة: الأولى 1414ه-1994، 4/ 286

النعم: اونٹ، گائے اور بکری کو کہتے ہیں، ماوردی نے فرمایا کہ یہ ایسا ہی ہے جیسا کہ کہا گیا کہ جب محرم نے
کوئی ایسا شکار کیا جس کا چوپائیوں میں سے مثل ہو، تو اس (محرم) پر چوپائیوں میں سے اس کا مثل لازم ہے۔
اور چوپائے سے مراد اونٹ، گائے اور بکری ہے، لہذا اس (محرم) پر شکار کی قیمت کا اعتبار کیے بغیر اس چوپائے
کا شباہت اور صورت میں اس کا مثل لازم ہوتا ہے۔

ماوردی کے کلام سے معلوم ہوا کہ "النعم" سے اونٹ، گائے اور بکری مراد ہے، اب اگر کوئی ایسے جانور کا شکار کریں، جو ان مذکورہ جانوروں میں سے ہو، تو اس کی مثل چونکہ مل سکتا ہے، اس لئے اس پر اس کی شکل وصورت میں مشابہ جانور جزاء میں دینا لازم ہے، شکار شدہ جانور کی قیمت کا اعتبار نہیں کیا جائے گا۔

آیت سے مستنبط ہونے والے مسئلے کے بارے میں قائلین وقف کا موقف اور طریقہ استدلال:

آیت سے مستنبط ہونے والے مسئلے کے بارے میں وقف والی قراءت اختیار کرنے والے فقہاء کرام میں احناف کا نام واضح ہے، وہ یہ فرماتے ہیں کہ جزاء میں مماثلت ضروری نہیں ہے۔ کیونکہ "مثل ما قتل" تک ایک مستقل جملہ اور تام ہونے کی وجہ سے وقف کی جائے گی، اور مابعد والی عبارت کی ملانے کی ضرورت نہیں ہے، نیز "من النعم" "مثل" کی اسی طرح تفسیر نہیں ہے جیسا کہ امام جصاصؒ نے بھی بیان کیا۔[1] علامہ زمخشری (المتوفی: 538ھ) نے تمام قراءات کو ایک ایک کرکے ذکر کی ہیں اور ہر قراءت کی صورت میں آیت کا مطلب بھی واضح کیا ہے، اور آخر میں یہی بات فرمائی ہے کہ مسلمانوں میں سے دو عادل حکم اس شکار شدہ جانور کے مثل کا فیصلہ کریں گے، اور یہ تب ہو سکتا ہے جب مثل سے قیمت مراد لی جائے، کیونکہ قیمت لگانا ہی انہی چیزوں میں سے ہے جو مشاہد چیزوں کے علاوہ نظر اور اجتہاد کا محتاج ہو۔[2]

Al mawardi, al basari, albughdadi, Abul Hasan Ali bin Muhammad bin Muhammad bin Habib, Al Hawi fi feqhe Shafai, Publisher: Darul Kutubil elmiyah, Print: 1st 1414H-1994A, Valu, 4, Page, 286.

[1] احکام القرآن للجصاص 591/2، 592

Ahkam ul Quran, Lil Jasas, Valu2,page,591, 592.

[2] الزمخشري الخوارزمي، جار الله، أبو القاسم محمود بن عمرو بن أحمد، الكشاف عن حقائق غوامض التنزيل، الناشر: دار الكتاب العربي – بيروت، الطبعة: الثالثة - 1407ھ، 678/1، 679

Azzamahshari, Al Khwarzmi, Abul Qasem Mahmud bin Umar, Al Kasshaf an Haqaiq e tanzil wa ouon el aqawil fi wojohe taweel, Publisher: Daru ul Ketab el arabi- Berut, Valu, 1, Page, 678, 679.

خلاصہ کلام یہ ہوا کہ دراصل "ما قبل" پر اگر وقف کیا جائے تو جزاء میں مماثلت کا حکم نہیں لگ سکتا جیسا کہ احناف نے ایسا ہی کیا، کیونکہ اس صورت میں "ما قبل" تک جملہ مستقلہ بن گیا جس کا مفہوم اگلے جملے سے الگ ہو گا، اور اس کا حکم اگلے جملے کو شامل نہ ہو گا۔اور اگر بغیر وقف کے پڑھے تو پھر مماثلت کا حکم لگایا جا سکتا ہے، کیونکہ اس صورت میں پورے جملے کا حکم ایک ہو کر ایک ہی ساتھ مفہوم ادا کیا جائے گا۔

خلاصۂ بحث:

مذکورہ بالا تحقیق سے یہ بات واضح ہوئی کہ آیات کریمہ سے مسائل فقہیہ کے استنباط پر وقف اور ابتداء کا بہت گہرا اثر ہے، کیونکہ کسی آیت کے متعین مقام پر وقف کرنے سے آیت کا ایک مفہوم بنتا ہے، جبکہ اسی آیت میں اسی مقام پر وقف نہ کر کے اتصال کے ساتھ پڑھنے سے اسی آیت کا دوسرا مفہوم بن جاتا ہے، جس سے اس آیت سے مستنبط ہونے والا مسئلہ بھی کچھ سے کچھ بن جاتا ہے۔یہی وجہ ہے کہ بہت سے فقہاء کرام نے مسائل فقہیہ میں اپنے اپنے موقف پر جہاں دیگر دلائل پیش کئے ہیں وہاں پر وقف اور ابتداء کے ذریعے سے بھی اپنے مدعی کو ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔چنانچہ مذکورہ بالا تینوں آیات کریمہ سے مستنبط ہونے والے مسائل میں فقہاءاحناف نے وقف اور ابتداء کے ذریعے اپنے موقف کو تقویت بخشی۔جس سے علم القراءت میں وقف اور ابتداء کی اہمیت اور فقہاء کرام کی دقت نظر کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

تجاویز وسفارشات:

مذکورہ بالا تحقیق کی روشنی میں مندرجہ ذیل تجاویز وسفارشات پر عمل کرنا مناسب رہے گا۔

(1) علم القراءات اور تجوید کے لیے مستقل شعبوں کا قیام عمل میں لایا جائے، تاکہ اس فن کو جان کر تلاوت کلام پاک کے دوران لحن جلی اور لحن خفی جیسی غلطیوں سے بچا جائے۔

(2) وقف اور ابتداء کے بارے عوام الناس میں آگاہی پھیلائی جائے، تاکہ تلاوت کلام پاک کے دوران بے موقع وقف یا ابتداء کر کے تلاوت کلام پاک کی سنگین غلطیوں سے بچا جائے۔

(3) علم القراءات اور خاص کر معرفۃ الوقوف کے فقہی مسائل پر اثرات کے متعلق مزید تحقیق کی جائے۔

(4) محققین کو چاہیے کہ قرآن کریم سے جدید مسائل کے استنباط میں علم القراءات خاص کر وقف اور ابتداء کے کردار کو اجاگر کریں۔

(5) مستشرقین اور معاندین کی جانب سے علم القراءات پر وارد ہونے والے اعتراضات کے جوابات پر توجہ دی جائے۔

(6) قرآن کریم پر وارد ہونے والے اعتراضات کے جوابات علم القراءات جیسے معجز علم کے توسط سے بھی دیے جائیں۔